اللہ تعالیٰ ظالموں کو غلبے کا موقع کس حد تک دیتا ہے؟

سوال: "اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق کاذب، ظالم اور خبیث قسم کے حکمرانوں کو شریف اور خدا ترس لوگوں پر زیادتیاں کرنے، دینِ حق کا راستہ روکنے، عوام کو ذلیل و خوار کرنے اور قومی وسائل کو اپنی ذات کے مفاد میں استعمال کرنے کا موقع کس حد تک عطا فرماتا ہے۔

نیز بچے کھچے پاکستان میں ایسے حالات جاری رہنے کے کس حد تک امکانات ہیں اور نظامِ اسلامی کے غلبہ کے بارے میں یہاں کیا توقعات ہیں۔"

جواب: اللہ تعالیٰ اپنی مصلحتوں اور اپنی حکمتوں کو خود ہی جانتا ہے، ہمارے پاس اُن کو جاننے اور سمجھنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اُس نے مختلف جباروں اور مختلف ظالم قوموں کی رسی جتنی چاہی ہے دراز کی ہے، اور جب چاہا ہے ان کو اٹھا کر اِس طرح پھینکا ہے کہ وہ عبرت بن کر رہ گئے ہیں۔ بہرحال اپنی زمین کا مستقل پٹہ اُس نے کسی شخص یا قوم یا مجموعۂ اقوام کو کبھی لکھ کر نہیں دے دیا ہے۔ یہ معاملہ چونکہ ہماری سمجھ سے باہر ہے اس لیے خدا کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرتے ہوئے ہمیں اس فکر میں نہیں پڑنا چاہیے کہ جو طاقتیں اس راہ میں مزاحم ہیں ان کی رسی خدا نے کتنی دراز یا کتنی کوتاہ رکھی ہے۔ ہمیں اپنا فرض صبر و حکمت کے ساتھ بہر صورت ادا کیے چلے جانا چاہیے، خواہ اس کے نتائج نکلنے میں کتنی ہی تاخیر ہو، اور وہ نتائج ہماری آنکھیں دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔

باطل کے لیے کام کرنے والوں کی طرح حق کے لیے کام کرنے والوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا معاملہ مختلف رہا ہے۔ کبھی اُن کے حصے میں صرف جان و مال اور وقت و محنت کی قربانی ہی آتی ہے، دنیوی کامیابی انہیں عطا نہیں کی جاتی۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اللہ ان سے ناراض اور ظالموں سے راضی ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس قوم میں وہ کام کر رہے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو اس کا مستحق نہیں بناتی کہ اللہ اسے نیک رہنما اور عادل فرمانروا دے، بلکہ اس کے برعکس اس کی شقاوت اور دناءت اپنے رب سے گمراہ کن رہنما اور جابر و ظالم فرمانروا ہی مانگتی ہے اور وہی اسے دیے جاتے ہیں۔ مگر اس صورت میں اہلِ حق کا کیا ہوا کام ضائع ہرگز نہیں ہوتا۔ آخرت میں تو اُن کا اجر بہرحال محفوظ ہے ہی، دنیا میں بھی جو بیج وہ بو جاتے ہیں وہ کبھی نہ کبھی پھل لا کر رہتے ہیں، خواہ ان کے بار آور ہونے میں صدیاں لگ جائیں۔

پھر کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ اہلِ حق کو کامیابی نصیب ہوتی ہے، مگر آسانی کے ساتھ نہیں بلکہ بڑی تکلیفیں اُٹھا کر اور ہر طرح کے ظلم و ستم کی چکی میں پس کر ہوتی ہے۔ اس کی نمایاں ترین مثال آپ کے سامنے خود اُن بندگانِ حق

کی موعود ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر حضورؐ کی رہنمائی میں وہ دین قائم کیا جسے قائم کرنے کے لیے آج آپ اُٹھے ہیں۔ اُن کے ساتھ یہ معاملہ تو نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے خوب دل لگا کر فرائض و نوافل ادا کیے ہوں اور ایک روز فرشتوں نے آکر اُن سے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عبادت اور ذکر و اذکار سے بہت خوش ہوا ہے، چلیے اب تختِ سلطنت آپ کے لیے تیار ہے۔ یا کفر و فسق کے زیرِ سایہ وہ ٹھنڈی ٹھنڈی تبلیغ کرتے رہے ہوں اور ایک وقت اچانک ایسا آگیا ہو کہ کفار و فساق آپ ہی اُن کے حق میں اقتدار سے دستبردار ہو گئے ہوں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مکہ معظمہ میں (ابتدائی خفیہ دعوت کا زمانہ چھوڑ کر) مسلسل دس سال تک حضورؐ اور آپ کے ساتھیوں پر سخت سے سخت ظلم کیے گئے۔ کسی کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گھسیٹا گیا۔ کسی کو آگ کے انگاروں پر ڈال کر اُوپر سے پتھر رکھ دیے گئے۔ کسی کو اُلٹا لٹکا کر اور چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی گئی۔ کسی کو مار مار کر ادھ موا کر دیا گیا۔ کسی کو پانی میں غوطے دیے گئے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگوں کو گھر بار چھوڑ کر بے سروسامانی کے عالم میں حبش کی طرف نکل جانا پڑا۔ پے در پے مصائب کے یہ دس سال گزارنے کے بعد جب مدینے میں پناہ کی ایک جگہ اور حامیوں کی ایک جماعت ملی تو وہاں بھی کوئی پھولوں کی سیج تیار نہ تھی۔ ۹ سال تک وہاں گھر کے منافقوں، پڑوس کے یہودیوں، اور پورے عرب کے مشرکوں سے ایک شدید جانگسل کشمکش برپا رہی جس میں کبھی ایک دن کے لیے بھی چین نصیب نہ ہوا۔ غارِ ثور کی انتہائی خطرناک پناہ گزینی سے لے کر غزوۂ تبوک کے جیشِ عُسرت تک سارا زمانہ ایسی حالت میں گزرا جس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔ "ہم ضرور تمہیں آزما کر رہیں گے کچھ خوف سے کچھ بھوک سے اور کچھ مال اور جان اور پیداوار کے نقصانات سے"۔ یہ مراحل جب صبر و استقامت کے ساتھ گزار لیے گئے تب کہیں دینِ حق کے علمبردار اور اس کے مجاہد ساتھیوں کی آنکھیں يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا منظر دیکھ کر ٹھنڈی ہو سکیں۔

یہ سب کچھ کس لیے تھا؟ کیا ظالموں کے ظلم سے اللہ راضی تھا اس وجہ سے وہ ان کو اپنے نیک بندوں پر زیادتیاں کرنے کی کھلی چھوٹ دیے جا رہا تھا؟ کیا اللہ رحیم و رحمٰن کو یہ پسند تھا کہ اُس کے باغی عیش کریں اور اُس کے وفادار بھوکے مریں؟ ماریں کھائیں؟ گھر سے بے گھر کیے جائیں؟ اور میدانِ جنگ میں صرف قتل ہی نہ کیے جائیں بلکہ اُن کے کلیجے تک چبائے جائیں؟ اگر آپ یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ اصل بات یہ نہیں ہے تو پھر خوب سمجھ لیجیے کہ اللہ جل شانہٗ اسلام کی دعوت لے کر اٹھنے والوں کے لیے آزمائشوں کی بھٹی ضرور گرم

کرتا ہے، تاکہ کوئی بودا اور خام آدمی اس میدان میں قدم نہ رکھنے پائے، اور جو لوگ بھی ایمان کا اقرار کرکے اِس راہ پر آئیں وہ لازماً اس بھٹی سے گزارے جائیں تاکہ حق و صداقت کے ساتھ ان کا عشق، اور دین کی سربلندی کے لیے ان کا عزم، اور اقامتِ دین کے لیے ان کا کردار پختہ اور قابلِ اعتماد ہو جائے۔ اس کے بغیر اُن کو اللہ اور اُس کے دین کے نام پر دنیا میں حکومت و فرماںروائی کا موقع دے دیا جاتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ کافروں کی جگہ مسلمان خلقِ خدا پر ظلم کرتے، اور اُن کی خیانتیں اور بدکرداریاں دیکھ کر دین اور اہلِ دین کی ساکھ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی۔

اِس حقیقت کو اگر آپ اچھی طرح سمجھ لیں تو کبھی آپ کے ذہن یہ سوچ سوچ کر پریشان نہ ہوں کہ اللہ کب تک ظالموں کو ظلم کی چھوٹ دیے رکھے گا؟ اور اِن حالات میں اسلامی نظام کے قائم ہونے کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ خوب جان لیجیے کہ اِس سرزمین میں اسلام کا غلبہ اگر ہو سکتا ہے تو اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اِس مقصد کے لیے کام کرنے والے اُسی بھٹی سے گزریں جس سے دورِ اوّل کے اہلِ ایمان گزرے تھے۔ اس کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ ہر قربانی دینے، ہر مشقت اُٹھانے، ہر نقصان بھگتنے اور ہر خطرہ برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جب تک یہ امتحان وہ پاس نہ کر لیں گے اُن پر ایک دارالاسلام کے انتظام کی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، کیونکہ وہ اِس بوجھ کو سہار نہ سکیں گے۔ اسلام کے نام پر کسی نیم پختہ گروہ کو اگر حکومت دے دی جائے اور پھر اس کے لائے ہوئے حاکم خائن نکلیں، اختیارات کا ناجائز استعمال کریں، اپنی اغراض و خواہشات کے بیجا تقاضوں سے مغلوب ہو کر انصاف اور امانت کا خون کرنے لگیں، قوم کے مال میں ناروا تصرف کریں، اپنے آپ کو قانون سے بالاتر قرار دے لیں، اور اقتدار کا بار پڑتے ہی اُن کے اخلاق جواب دے جائیں تو پھر ہمیشہ کے لیے یہاں اسلام کے غلبے کا امکان ختم ہو جائے گا۔ اِس ملک ہی کی آبادی نہیں بلکہ پوری دنیا اسلام سے مایوس ہو جائے گی۔ اِس لیے اِس کو اللہ کی رحمت سمجھیے کہ وہ آپ کو پختہ کرنے کے لیے آزمائشوں کی بھٹی سے گزار رہا ہے اور قبل از وقت آپ پر ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈال رہا۔ جب اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ہو گا کہ یہاں ایک ایسی جماعت بن گئی ہے جس میں کھرا سونا ہی پایا جاتا ہے اور کھوٹ سے وہ صاف ہو گئی ہے جس کی دیانت و امانت اور خداترسی قابلِ اعتماد ہے، جو کبر و نخوت اور انانیت و نفسانیت سے پاک ہے، جو اپنی بڑائی کے لیے نہیں اُٹھی ہے بلکہ فی الواقع اللہ کے دین ہی کی بالاتری قائم کرنا چاہتی ہے، تب اللہ کے فضل سے یہ پوری اُمید ہے کہ وہ ایسی جماعت کو دنیوی کامیابی بھی عطا فرمائے گا جس طرح اس کے پیشروؤں کو وہ عطا کر چکا ہے۔ اس لیے صبر اور